



سیر و سوانح

حافظ زبیر علی زئی رحمہ اللہ

گاسانح و وفات

حافظ محمد یونس اثری ①

10 نومبر بروز اتوار جماعت کے عظیم عالم دین محقق شہیر جامع صفات النبیلہ حافظ ابوطاہر زبیر علی زئی رحمہ اللہ کے حوالے سے اطلاع ملی کہ وہ اس فانی دنیا سے رخصت ہو چکے ہیں اور اپنے خالق حقیقی سے جا ملے ہیں۔ یہ خبر ہر علم دوست شخص کے لئے انتہائی المناک تھی۔ شیخ محترم رحمہ اللہ پر فالج کا ایک ہوا تھا، تقریباً ڈیڑھ ماہ تک اسپتال میں زیر علاج رہے اور کبھی ہوش اور کبھی بے ہوشی کی اطلاعات ملتی رہیں۔ ملک کے طول و عرض میں شیخ رحمہ اللہ کے لئے دعائیں ہوتی رہیں۔ بلکہ وہ لوگ جو سرزمین مقدس میں فریضہ حج کے لئے بارگاہ الہی میں موجود تھے انہوں نے بھی شیخ رحمہ اللہ کے لئے خصوصی دعائیں کیں۔ بہر حال رب کو جو منظور تھا وہ ہوا شیخ محترم رحمہ اللہ اب اس دنیا فانی میں نہیں رہے۔ اور کسی عالم کا اس دنیا سے رخصت ہونا بہت بڑا سانحہ ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے: اللہ تعالیٰ لوگوں کے سینوں سے کھینچ کر اس علم کو نہیں اٹھائے گا، بلکہ یہ علم، علماء کے چلے جانے سے ختم ہوگا حتیٰ کہ کوئی عالم باقی نہیں

رہے گا۔ لوگ اپنے سردار جاہلوں کو بنا لیں گے، ان سے سوالات پوچھے جائیں گے اور وہ بغیر علم کے جواب دیں گے۔ خود بھی گمراہ ہونگے اور لوگوں کو بھی گمراہ کر ڈالیں گے۔ (۱)

لہذا یقیناً شیخ رحمہ اللہ ایک عالم ربانی تھے، ان کی وفات بردے حدیث ایک بہت بڑا سانحہ ہے۔ شیخ رحمہ اللہ کا نماز جنازہ ان کے آبائی گاؤں میں الشیخ عبدالحمید ازہر حفظہ اللہ نے پڑھایا۔ نماز جنازہ میں علماء، طلباء سمیت کثیر تعداد نے شرکت کی۔ ایک اندازے کے مطابق دس ہزار سے زائد افراد آپ کے نماز جنازہ میں شریک تھے۔

راقم الحروف کو شیخ رحمہ اللہ سے استفادہ و تلمذ کا شرف حاصل ہے کہ جب شیخ رحمہ اللہ نے مختصر دورہ اصول حدیث و علم الرجال کروایا تو شیخ رحمہ اللہ کی زیارت اور استفادے کے لئے اس دورہ میں شرکت کی۔ یقیناً میرے لئے اس دورہ میں شرکت بڑے شرف کی بات تھی۔ اس دوران کئی علمی موضوعات کے حوالے سے مختلف اشکالات و حل طلب باتیں شیخ رحمہ اللہ کے سامنے رکھیں، بالخصوص اصول حدیث سے متعلق بہت کم وقت میں بہت کچھ سیکھنے کو ملا۔ ان دونوں میں شیخ رحمہ اللہ کی شخصیت کے حوالے سے جہاں تک جان سکا اور پھر بعد میں مزید جو معلومات ملی وہ سپرد قریطاس ہیں۔

آپ کی ولادت و تعلیم و تربیت:

آپ 25 جون 1957ء کو حضور، ضلع اٹک میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد کا نام حاجی مجدد خان تھا۔ آپ نے تین سے چار ماہ میں قرآن مجید حفظ کر لیا تھا۔ آپ نے جامعہ محمدیہ گوجرانوالہ سے سند فراغت حاصل کی۔ وفاق المدارس السلفیہ سے الشہادۃ العالمیہ بھی حاصل کی۔ نیز آپ نے پنجاب یونیورسٹی سے اسلامیات اور عربی میں ایم اے بھی کیا تھا۔ آپ اپنی مادری زبان ہندکو کے ساتھ ساتھ کئی ایک زبانوں پر دسترس رکھتے تھے۔ جن میں عربی، اردو، پشتو، انگلش، یونانی، فارسی (پڑھ اور سمجھ سکتے تھے، بول نہیں سکتے تھے) اور پنجابی۔ (راقم الحروف نے خود انہیں فون پر پنجابی میں گفتگو کرتے ہوئے سنا تھا) شامل ہے۔ آپ کو علم الرجال سے بڑی دلچسپی تھی، چنانچہ خود لکھتے ہیں: ”راقم الحروف کو علم اسماء الرجال سے بڑا لگاؤ ہے“ (۲)

(۱) صحیح بخاری: کتاب العلم، باب کیف یقبض العلم، حدیث نمبر: 100، صحیح مسلم: کتاب الزمان، باب رفع العلم

اساتذہ:

آپ کے اساتذہ میں جن عظیم علماء کے نام آتے ہیں، ان میں سے چند ایک یہ ہیں۔

الشیخ محب اللہ شاہ راشدی رحمہ اللہ:

اپنے استاذ کے بارے میں آپ لکھتے ہیں: ”استاذ محترم مولانا ابوالقاسم محب اللہ شاہ الراشدی رحمہ اللہ سے میری پہلی ملاقات ان کی لائبریری ”مکتبہ راشدیہ“ میں ہوئی تھی، میرے ساتھ کچھ اور طالب علم بھی تھے۔“ (1)

اسی طرح ایک جگہ لکھا: ”اگر مجھے رکن و مقام کے درمیان کھڑا کر کے قسم دی جائے تو یہی کہوں گا کہ میں نے شیخنا محب اللہ شاہ راشدی سے زیادہ نیک، زاہد اور افضل اور شیخ بدیع الدین شاہ سے زیادہ عالم و فقیہ انسان کوئی نہیں دیکھا۔ رحمہما اللہ“ (2)

الشیخ بدیع الدین شاہ راشدی رحمہ اللہ:

شاہ صاحب سے تعلق تلمذ کا ذکر کرتے ہوئے حافظ صاحب رحمہ اللہ نے خود لکھا ہے: ”راقم الحروف کو بھی شرف تلمذ حاصل ہے۔“ (3)

اسی طرح ایک مقام پر الشیخ محب اللہ شاہ الراشدی اور الشیخ بدیع الدین شاہ الراشدی کے حوالے سے کچھ یوں لکھتے ہیں: ”آپ انتہائی خشوع و خضوع اور سکون و اطمینان کے ساتھ نماز پڑھاتے تھے۔ اس کا اثر یہ ہوتا تھا کہ ہمیں آپ کے پیچھے نماز پڑھنے میں انتہائی سکون و اطمینان حاصل ہوتا، گویا یہ سمجھ لیں کہ آپ کی ہر نماز آخری نماز ہوتی تھی، یہی سکون و اطمینان ہمیں شیخ العرب والعجم مولانا ابو محمد بدیع الدین شاہ الراشدی رحمہ اللہ (متوفی ۱۴۱۶ھ) کے پیچھے نماز پڑھنے میں حاصل ہوتا تھا۔“ (4)

اسی طرح ایک جگہ کچھ یوں لکھا: ”راقم الحروف سے آپ کا رویہ شفقت سے بھرپور تھا۔ ایک دفعہ آپ

(1) مقالات: 494/1

(2) مقالات: 505/1

(3) مقالات: 491/1

(4) مقالات: 494/1

ایک پروگرام کے سلسلے میں راولپنڈی تشریف لائے تو کافی دیر تک مجھے سینے سے لگائے رکھا۔^(۱)

الشیخ الحدیث سوہدروی رحمہ اللہ:

حافظ زبير علی زئی رحمہ اللہ نے ان کے بارے میں لکھا: ”جن شیوخ سے میں نے بہت زیادہ استفادہ کیا ہے، حاجی الحدیث صاحب ان میں سرفہرست ہیں۔“^(۲)

علامہ مولانا فیض الرحمن الثوری رحمہ اللہ:

حافظ زبير علی زئی رحمہ اللہ ان کے بارے میں لکھتے ہیں: ”راقم الحروف کو آپ سے استفادہ کا موقع استاذ محترم شیخ ابو محمد بدیع الدین شاہ الراشدی رحمہ اللہ کے مکتبہ راشدیہ، نیو سعید آباد میں ملا۔ آپ نے سند حدیث اور اس کی اجازت اپنے دستخط کے ساتھ ۱۳ صفر ۱۴۰۸ھ کو مرحمت فرمائی۔ آپ مولانا ابوتراب عبدالنواب الملتانی رحمہ اللہ سے اور وہ سید نذیر حسین محدث دہلوی رحمہ اللہ سے روایت کرتے ہیں۔ رحمہم اللہ اجمعین۔“^(۳)

الشیخ عطاء اللہ حنیف بھوجیانی رحمہ اللہ: آپ مسلک کے عظیم علماء میں سے ایک نامور عالم دین تھے۔ آپ کی

متعدد تصانیف ہیں، جن میں سے ایک سنن النسائی کی عربی شرح التعلیقات السلفیہ ہے۔

الشیخ حافظ عبد المنان نور پوری رحمہ اللہ: آپ عالم باعمل شخصیت تھے۔ پچھلے سال ہی آپ اس دار فانی سے کوچ کر گئے۔ حافظ عبد المنان نور پوری رحمہ اللہ بحر علم تھے۔ آپ کی کتب میں سے ارشاد القاری الی نقد فیض الباری، مرآة البخاری، مکالمات نور پوری، مقالات نور پوری اور احکام و مسائل اہل علم میں مقام عالی حاصل کر چکی ہیں۔

الشیخ حافظ عبد السلام بھٹوی رحمہ اللہ: آپ جماعت کے جید علماء میں سے ہیں۔ آپ کی مختلف کتب میں سے ایک تفسیر دعوة القرآن ہے۔

الشیخ عبدالحمید ازہر رحمہ اللہ: حافظ صاحب رحمہ اللہ، الشیخ عبدالحمید ازہر صاحب کو اپنا استاد مانتے تھے اور وقتاً فوقتاً ان سے مختلف موضوعات میں رجوع کرتے رہتے تھے۔

تلامذہ:

پورے ملک سے طلبہ کی کثیر تعداد نے آپ سے کسب فیض کیا۔ جب راقم الحروف اصول حدیث کے دورہ میں جو حیدرآباد میں واقع مدرسہ تعلیم القرآن میں منعقد ہوا میں شریک ہوا تو اس موقع پر بھی اندرون سندھ سے مختلف مدارس کے اساتذہ و طلباء نے شرکت کی تھی۔ آپ کے تلامذہ میں سے جن چند ایلکے بارے میں ہم مطلع ہو سکے، ان کے نام درج ذیل ہیں۔

حافظ ندیم ظہیر:

آپ حافظ صاحب رحمہ اللہ کے ملازم شاگردوں میں سے ہیں جنہوں نے خصوصی التزام کے ساتھ شیخ صاحب سے کسب فیض کیا۔ شیخ صاحب کو آپ سے کافی امیدیں بھی تھیں۔ آپ شیخ صاحب کی زندگی سے ہی ماہنامہ الحدیث حضرو کے نائب مدیر ہیں۔ آپ ماشاء اللہ تحقیق کا اچھا ذوق رکھتے ہیں آپ کے بعض مقالات منظر عام پر آئے ہیں، جنہیں پڑھنے کا موقع ملا، جس میں حافظ زبير علي زئي رحمہ اللہ کی تحریر کی جھلک بھی کبھی کبھی نظر آتی ہے۔

حافظ شیر محمد صاحب:

آپ بھی شیخ رحمہ اللہ کے ملازم شاگردوں میں سے ہیں اور حضرو میں واقع مدرسے کے مدرس بھی ہیں۔

الشیخ صدیق رضا صاحب:

آپ جامعۃ الدراسات کے استاذ ہیں۔ آپ کے بعض مقالات اور کتب پڑھنے کا موقع ملا۔ میدان مناظرہ میں آپ کی محنتیں اور جھود کافی ہیں۔ آپ مختلف موضوعات پر مختلف مکاتیب فکر سے کئی مناظرے کر چکے ہیں۔

الشیخ غلام مصطفیٰ ظہیر امن پوری: آپ کا شمار جماعت کے ممتاز علماء میں ہوتا ہے، آپ ماہنامہ ”السنۃ“ کے مدیر بھی ہیں، جو کہ بڑا موثر رسالہ ہے۔

تصانیف:

شیخ رحمہ اللہ کی متعدد تصانیف ہیں، جن میں سے چند ایک یہ ہیں۔

- 1 اثبات عذاب القبر للبیہقی تحقیق و تخریج
- 2 نیل المقصود فی التعلیق علی سنن ابی داؤد اہل میں فقہی فوائد کے ساتھ ساتھ تخریج و تحقیق بھی ہے۔
- 3 نماز میں ہاتھ باندھنے کا حکم اور مقام
- 4 نور العینین فی اثبات رفع الیدین (یہ کتاب یقیناً اپنے باب میں انسائیکلو پیڈیا کی حیثیت رکھتی ہے، یہی وجہ ہے کہ اس کتاب کے مطالعہ سے بڑی تعداد نے اس سنت متواترہ کو اپنی نماز کی زینت بنالیا)
- 5 اہل حدیث ایک صفائی نام
- 6 آل دیوبند کے تین سو (300) جھوٹ
- 7 ہدیۃ المسلمین نماز کے اہم مسائل مع مکمل نماز نبوی
- 8 اختصار علوم الحدیث (حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ کی کتاب کا ترجمہ ہے)
- 9 تحقیقی اصلاحی اور علمی مقالات جلد اول تا چہارم (ان میں ماہنامہ الحدیث میں شائع ہونے والے مضامین کو جمع کیا گیا ہے)
- 10 فتاویٰ علمیہ المعروف توضیح الاحکام دو جلدیں
- 11 القول المتین فی الجہر بالتأمین
- 12 آل دیوبند سے 210 سوالات
- 13 صحیح بخاری پر اعتراضات کا علمی جائزہ (یہ کتاب منکرین حدیث کی کتاب اسلام کے مجرم کا جواب ہے)
- 14 مؤطا امام مالک، روایۃ ابن القاسم (تحقیق، تخریج و شرح)
- 15 مختصر صحیح نماز نبوی
- 16 دین میں تقلید کا مسئلہ

17) امین اداکاری کا تعاقب

18) بدعتی کے پیچھے نماز کا حکم

19) انوار الضعیفۃ فی احادیث الضعیفۃ

20) تحفۃ الاقویاء فی تحقیق کتاب الضعفاء

اس کے علاوہ اور بھی کتب ہیں۔ نیز کتب احادیث پر تحقیق و تخریج کا کام بھی کیا۔
تصفینی خدمات کے علاوہ آپ نے ابطال باطل کے لئے مناظرے بھی کئے، بلکہ مناظروں کے لئے دور دراز کا سفر بھی کیا۔

شیخ رحمہ اللہ کے بعض خصال نبیلہ:

✽ شیخ رحمہ اللہ کی تحریر انتہائی سلیس عام فہم اردو پر مشتمل ہوتی تھی، اور انداز ایسا تھا کہ انتہائی اختصار جو جامع و مانع ہو۔ تطویل و اطباب آپ کی تحریر میں نظر نہیں آتا۔
✽ آپ رحمہ اللہ کی ایک عادت، شیخ خبیب صاحب رحمہ اللہ کو بہت اچھی لگی، جس کا انہوں نے تذکرہ کیا تھا، کہ دوران مطالعہ کوئی بھی لطیف نکتہ یا اہم بات آپ کو مل جاتی، تو اسے اپنی ذات تک یا اپنے حلقے تک محدود نہیں رکھتے تھے، بلکہ ماہنامہ الحدیث میں اسے ایک شذر رے کے طور پر شائع کر کے تمام قارئین کے لئے عام کر دیتے۔

✽ آپ رحمہ اللہ انتہائی سادہ لوح، بے تکلف، ہنس کھنکھ و نرم مزاج آدمی تھے۔

✽ آپ رحمہ اللہ اہم معاملات میں اپنے اساتذہ سے بھی رجوع فرماتے تھے۔ جیسا کہ انہوں نے تعلیم و تعلم کی اہمیت کی طرف اشارہ کرتے ہوئے خود بتلایا تھا کہ وہ الشیخ عبدالحمید ازہر صاحب سے رجوع کرتے رہتے ہیں۔

✽ شیخ رحمہ اللہ کا انداز تدریس بھی ممتاز تھا۔ مسئلہ کی تفہیم اس آسانی سے فرماتے کہ طلاب العلم بآسانی سمجھ جاتے۔

شیخ رحمہ اللہ کے حوالے سے علماء کے تاثرات:

الشیخ رفیق اثری صاحب رحمہ اللہ: میں ان کی وفات کو جماعت کے لئے بہت بڑا نقصان اور سانحہ سمجھتا ہوں، رجال پران کی بہت گہری نظر تھی اللہ انہیں غریق رحمت کرے، آل دیوبند وغیرہ کے حوالے سے لکھنے

میں بھی ان کا انداز منفرد تھا، اگرچہ بہت سے لوگ ان کے پیچھے پڑے ہوئے تھے لیکن وہ کسی کی پرواہ نہیں کرتے تھے، مستحکم دلائل کے ساتھ اچھے انداز میں جواب دیتے تھے۔ اللہ انہیں غریقِ رحمت کرے اور جماعت کو ان کا اچھا کوئی نعم البدل عطا کرے۔

الشیخ عبد اللہ ناصر رحمانی صاحب حفظہ اللہ:

وہ بڑے عظیم عالمِ دین تھے، بالخصوص علم الرجال میں وہ خاص ملکہ رکھتے تھے، کہ پورے پاکستان میں اس فن میں ان کا کوئی ثانی نہیں۔ وہ نہایت سادہ طبیعت کے مالک تھے، زہد و تقویٰ اور قوی حافظہ ان کی شخصیت کے نمایاں پہلو ہیں۔

الشیخ ارشاد الحق اثری صاحب حفظہ اللہ:

(راثم الحروف نے جب شیخ اثری صاحب حفظہ اللہ سے پوچھا کہ بعض لوگ اہل علم کی علمی آراء کو مختلف رنگ دے دیتے ہیں یا کچھ زیادہ ہی مبالغہ سے پیش کرتے ہیں۔۔۔ اس پر شیخ صاحب فرمانے لگے) میرے ذہن میں رائی برابر اس قسم کا کوئی تحفظ نہیں تھا۔ یہ علمی آراء ہوتی ہیں، محدثین کے دور میں بھی اختلاف رہا ہے۔ اس میں نہ کوئی تڑپ کی بات ہے نہ سسک کی بات ہے۔ ویسے الشیخ زبير علي زئي صاحب ماشاء اللہ! اللہ نے انہیں جو صلاحیتیں عطا فرمائی تھیں اور جو دو بعینہ بخشی تھیں وہ انہی کا خاصہ ہیں۔ حدیث و رجال پر ان کی بڑی گہری نظر تھی۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں بڑا حفظ و ضبط عطا فرمایا تھا۔ میں تو انہیں اس وقت سے جانتا ہوں جب وہ ابھی تعلیم حاصل کر رہے تھے، بلکہ اس سے بھی پہلے ان کی دکان پر بھی ان کے پاس آتا جاتا تھا۔ پھر وہ دارالدعوة سلفیہ آگئے تھے۔ وہاں انہوں نے 3، 4 مہینوں میں قرآن مجید یاد کیا۔ اللہ نے انہیں بڑی صلاحیتیں عطا فرمائی تھیں۔ لیکن ہر آدمی کا وقت اللہ کے یہاں مقرر ہے، آنے کا وقت بھی جانے کا وقت بھی۔ لیکن آپ بہت جلد ہی چلے گئے جتنی ان سے توقعات تھیں کہ وہ اللہ کے فضل و کرم سے بہت کچھ حدیث کی خدمت سرانجام دیں گے لیکن وہ ادھوری رہ گئی ہیں اللہ تعالیٰ ان کی حسنات کو قبول فرمائے اور جو مساعی ہیں قبول فرمائیں اور جو کمی بیشی، کمزوریاں ہیں اللہ تعالیٰ ہم سب کی معاف فرمائے۔ (آمین)

تنبیہ:

شیخ ارشاد الحق اثری صاحب رحمہ اللہ کی یہ باتیں بڑی قابل غور ہیں۔ خصوصاً اس لئے بھی کہ حافظ زبیر علی زئی رحمہ اللہ اور الشیخ ارشاد الحق اثری والشیخ خبیب صاحب وغیرہ کے علمی آراء کے مختلف ہونے کی وجہ سے تقلیدی طبقے کسی قسم کی خوش فہمی میں مبتلا نہ ہوں۔ اسی طرح مسلک اہلحدیث کے بعض سادہ لوح عوام کو بھی یہ بات سمجھ لینی چاہئے کہ اہل علم کے یہ اختلافات علمی نوعیت کے ہوتے ہیں اس سے علی الاطلاق ان کے مابین تعلقات کو شک کی نگاہ سے نہیں دیکھنا چاہئے اور نہ ہی ایسے موقع پر ہمیں ان علمی موضوعات کی کنہ کو سمجھ بغیر اپنی زبانیں ایسے عظیم علماء کے بارے میں دراز کرنی چاہئیں۔ اور یہاں یہ بات بھی واضح کر دینا مناسب سمجھتا ہوں کہ حافظ صاحب رحمہ اللہ نے بڑی وضاحت کے ساتھ اس بات کا رد کیا اور افسوس کا اظہار کیا تھا کہ بعض لوگوں نے حافظ صاحب کی طرف یہ بات منسوب کی کہ حافظ صاحب رحمہ اللہ، ارشاد الحق اثری صاحب حفظہ اللہ کو اہل حدیث نہیں سمجھتے تھے۔ حافظ صاحب رحمہ اللہ نے رد کیا تھا کہ یہ میری طرف جھوٹ منسوب کیا گیا ہے۔ لہذا حافظ صاحب نے جب یہ وضاحت کر دی تھی تو یہ بات واضح ہو گئی کہ ان اہل علم یا دیگر اہل علم کے درمیان اختلاف کا ہو جانا کوئی قابل طعن بات نہیں۔ محدثین کے درمیان بھی باہم اختلافات رہے بلکہ وہ طبقہ جو خود کو مقلد کہلاتا ہے ان کے درمیان بھی اختلافات ہیں اور ماضی میں بھی رہے ہیں۔

الشیخ مسعود عالم صاحب رحمہ اللہ:

وہ اپنے زمانے کے بہت نادر آدمی تھے۔ اللہ نے انہیں بہت علم اور حافظہ عطا فرمایا تھا۔ جماعت کے لئے انہوں نے بہت مخلصانہ کوششیں کی ہیں۔ خاص طور پر حدیث نبوی کی خدمت کی۔ ہر محاذ پر جہاں کہیں بھی سنت کے خلاف کسی نے آواز اٹھائی، آپ نے دفاع کیا۔ مسالک کے متعصبین پیروکاروں کے خلاف انہوں نے بڑا عالمانہ جہاد کیا ہے۔ اللہ رب العزت ان کے درجات بلند فرمائے۔ اور اللہ رب العزت انہیں اپنے مقرب بندوں میں شامل فرمائے۔ (آمین)

الشیخ مبشر احمد ربانی صاحب رحمہ اللہ:

آپ بے شمار غویوں کے مالک تھے۔ اور اپنے ہم عصر علماء میں سے پاکستان کے اندر اسماء الرجال کے

زیادہ ماہر تھے۔ اور گمراہ کن افکار کے حامل افراد کے خلاف کتاب وسنت کی روشنی میں بہت جلد میدان میں اتر آتے تھے، ماہنامہ الحدیث اس بات پر بہت بڑا شاہد ہے۔ اسی طرح خدمت حدیث پر ان کی کتب اور مقالات ایک شاہکار کی حیثیت رکھتی ہیں۔ اسی طرح جب بھی اہل بدعت کے خلاف کوئی بھی مناظرے کا محاذ گرم ہوا تو شیخ زبیر علی زئی رحمہ اللہ اپنے رفقاء کے شانہ بشانہ چلے اور اپنے ساتھیوں سے بڑھ کر دلائل کی تیاری کے ساتھ میدان میں اترے۔ اس طرح کا عبقری شخص سالوں بعد پیدا ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کو انبیاء، شہداء اور صالحین کا ساتھ نصیب فرمائے، اور انہیں جنت الفردوس کے اونچے مقام پر فائز کرے۔ اللہ تعالیٰ اہل حدیث علماء میں جو خلاء پیدا ہوا ہے، اس کو اپنی رحمت اور فضل کے ساتھ پُر فرمادے۔ اور شیخ صاحب جیسی خوبیوں کا حامل عالم عطا فرمادے۔ آمین یا رب العالمین

الشیخ عبدالستار محمد صاحب رحمہ اللہ:

اسماء الرجال کے فن میں بڑی مہارت رکھتے تھے۔ خفیت کے حوالے سے بڑا جاندار تبصرہ ہوتا تھا۔ اختلاف کو برداشت کرنے والے تھے۔ اللہ انہیں غریق رحمت کرے۔ (آمین)

الشیخ غلیل الرحمن لکھوی صاحب رحمہ اللہ:

میدان تحقیق کے شہسوار تھے، آپ کی وفات سے جماعت کا بڑا نقصان ہوا ہے۔

الشیخ غنیب احمد صاحب رحمہ اللہ:

میری سب سے پہلی ملاقات ان سے 2006 میں ہوئی جب میں سخت سردی کے موسم میں ان سے استفادہ کے لئے ان کے علاقہ گیا تھا۔ رات وہاں قیام کرنے کے بعد فجر کے بعد ہی شیخ صاحب سے ملاقات ہوئی تھی ہم نے شیخ صاحب رحمہ اللہ سے صحیح مسلم کی "کتاب الامارۃ" سے چند احادیث پڑھی تھیں۔ پھر اس کے بعد بھی شیخ صاحب رحمہ اللہ سے وقتاً فوقتاً فون پر گفتگو کا سلسلہ قائم رہا۔ شیخ صاحب رحمہ اللہ کو کسی کتاب کے حوالے سے متعلق جب کوئی ضرورت محسوس ہوتی تو آپ فون پر رابطہ کرتے تھے۔ اسی طرح جب ہمیں کسی کتاب کے حوالے سے کوئی پیچیدگی آتی ہم بھی شیخ رحمہ اللہ سے فون پر رجوع کرتے تھے۔ کئی بار شیخ صاحب رحمہ اللہ ادارہ اثریہ تشریف بھی لائے۔ بلکہ ایک بار شیخ رحمہ اللہ نے رات کا قیام بھی کیا

تھا۔ شیخ رحمہ اللہ کی علیت و خدا صلاحیت کے حوالے سے کوئی دورائے نہیں۔

الشیخ محمود احمٰن صاحب رحمہ اللہ:

محدث شہیر حافظ زبیر علی زئی (تغمده الله بغفرانه واسكنه فراديس الجنانه و فضله على فوق كثير من الناس يوم القيامة) بہت ہی عظیم عالم اور محدث تھے، میرا ان سے تعارف میرے دوست خورشید احمد کے ذریعے ہوا۔ شیخ مرحوم جب بھی کراچی تشریف لاتے، انہی کے گھر قیام فرماتے۔ اللہ نے ان کو علم کا بحر بیکراں بنایا تھا۔ احادیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ان کی بڑی گہری نظر تھی۔ چند سال پہلے دارالحدیث رحمانیہ کراچی میں ان کا درس بخاری بھی سنا تھا، بڑا معلوماتی اور محققانہ درس تھا۔ ان کے درس سے میں نے بھی اپنی بہت سی غلط معلومات کی اصلاح کی تھی۔ اسی طرح خورشید احمد صاحب کے مکان پر ان کا ایک درس توحید کے موضوع پر ہوا تھا، میں بھی اس سے بڑا مستفید ہوا۔ نصف شعبان کی فضیلت پر ٹیلیفون پر ان سے گفتگو بھی ہوئی تھی جس میں کچھ تفسیری بھی آگئی تھی۔ اللہ تعالیٰ معاف فرمائے۔

بہر حال وہ علم کا پہاڑ تھے۔ اللہ انکے درجات بلند فرمائے۔ اسی طرح نابالغ بچے کی امامت کے موضوع پر بھی ان سے فتویٰ طلب کیا تھا جو آج بھی میرے پاس محفوظ ہے۔ بڑا ہی علمی اور مدلل جواب تھا، احناف کے موقف کی انہوں نے بڑی مؤثر تردید فرمائی تھی۔ اللہ ان کی مغفرت فرمائے اور جوار رحمت میں جگہ عطا فرمائے۔ (آمین)

یہ چند معلومات اور حافظ صاحب رحمہ اللہ کے حوالے سے علماء کے تاثرات قارئین نے ملاحظہ فرمائے۔ یہ تاثرات اہل علم کے قلبی تعلقات کی واضح دلیل ہیں۔ اللہ تعالیٰ استاذ محترم کی مغفرت فرمائے۔ اور انکی تمام مخلصانہ کوششوں کو شرف قبولیت عطا فرما کر ان کے لئے صدقہ جاریہ بنادے۔ اور فرزندان توحید کو بھی اسی لگن سے دین الہی کا کام کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)